عزیز اہل وطن!

السلام علیکم!

میں اپنی پوری سیاسی زندگی میں آج پہلی بار ذاتی حوالے سے کچھ کہنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ مجھے ان گزارشات کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ ایک بار پھر، کچھ لوگ اپنے سیاسی مقاصد کے لیے مجھے اور میرے خاندان کو نشانہ بنا رہے ہیں۔25 سالوں سے بار بار دھرائے جانے والے الزامات کو ایک بار پھر میڈیا پر اچھالا جا رہا ہے۔

میں چند بنیادی حقائق آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ آپ خود اندازہ لگا سکیں کہ ان الزامات کی حقیقت کیا ہے۔ قیامِ پاکستان سے کئی سال قبل میرے والد صاحب نے لاہور سے کاروبار کا آغاز کیا اور اتفاق فاؤنڈری کی بنیاد ڈالی۔ قیام پاکستان تک یہ ایک ماشاءاللہ مستحکم اور مضبوط صنعتی ادارہ بن چکا تھا۔اس کی ایک شاخ ڈھاکہ یعنی مشرقی پاکستان میں بھی قائم ہو چکی تھی۔ معاشی طور پر مستحکم یہ صنعتی ادارہ ہزاروں خاندانوں کو روزگار کی فراہمی کا ذریعہ بن چکا تھا اور قومی خزانے میں ٹیکسوں کی صورت اپنا حصہ ڈال رہا تھا۔

16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان میں قائم اتفاق فاؤنڈریز سقوطِ ڈھاکہ کی نذر ہوئی۔ اس کے ٹھیک 15 دن بعد 2 جنوری 1972ء کو ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے لاہور میں جو ہماری قائم اتفاق فاؤنڈریز پر بھی قبضہ کر لیا جو اس وقت مغربی پاکستان میں

سٹیل اور مشینری کی سب سے بڑی صنعت بن چکی تھی اور یوں 1936 ء سے ہمارے بزرگوں کی محنت، سرمایہ کاری اور جمع پونجی ایک لمحے میں ختم کر دی گئی۔

یہ ظلم و زیادتی ہمارے والد مرحوم کے عزم و حوصلہ میں کوئی کمزوری پیدا نہ کر سکی۔ کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر انہوں نے اللہ کا نام لے کر ایک بار پھر کمر باندھی اور بھٹو دور ہی میں 18 ماہ کے اندر اندر 6 نئی فیکٹریاں قائم کر لی۔ یہ وطن کی مٹی سے محبت، لگن، عزم اور ہمت کی ایک ایسی روشن داستان ہے جس کی مثال کم ہی ملے گی۔

اتفاق فاؤنڈریز جولائی 1979 ء میں ہمیں کھنڈرات کی شکل میں واپس ملی۔ ہمارے والد نے تباہ شدہ مالی حالت والے اس اُجڑے ہوئے ڈھانچے کو دوبارہ ایک جاندار صنعتی ادارے کی شکل دی۔ انتہائی مشکل اور ناسازگار حالات میں عزم و ہمت کی اس داستان کا تعلق اس دور سے ہے۔ میرے ہم وطنوں جب میں نیا نیا یونیورسٹی کی تعلیم سے فارغ ہوا تھا اور میرا یا میرے خاندان کے کسی فرد کا سیاست یا حکومت سے دُور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اس عرصے کے دوران یہ ادارے ملک کی معاشی ترقی میں ایک توانا کردار ادا کرتے ہوئے ملکی خزانے میں کروڑوں روپے کے ٹیکس اور محصولات جمع کراتے رہے اُس زمانے میں۔

خواتین وحضرات!

جب ہم سیاست سے کوسوں دور تھے جو بھی ابتلاء اور آزمائش سے گزرنا پڑا اور سیاست میں آنے کے بعد بھی ہم سیاسی اور ذاتی انتقام کا نشانہ بنتے رہے۔ آپ میں سے بہت سے خواتین وحضرات کو یاد کو ہوگا کہ 1989ء میں ہماری فیکٹری کا خام مال لانے والے بحری جہاز لاچار ''جوناتھن'' (اُس کا نام جوناتھن تھا) کو ایک سال تک سامان اتارنے کی اجازت نہ دی گئی جس سے ہمیں 50 کروڑ کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ 1889 کی بات کررہاہوں اُس کا 50 کروڑ شاید آج کے 50 ارب سے بھی زیادہ ہوں۔ پیپلز پارٹی کے دوسرے دور میں بھی ہمارے کاروبار کی معاشی ناکہ بندی اور مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے اتفاق فاؤنڈریز کی چمنیاں ٹھنڈی کردی گئیں۔

1999ء میں جمہوری حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد جو کچھ ہوا اس سے آپ سب اچھی طرح واقف ہیں۔ 14 ماہ تک ہمیں جیلوں میں ڈالے رکھا گیا۔ ہمارے کاروبار کو ایک بار پھر تباہ کردیا گیا مکمل طور پر اور یہاں تک کہ ماڈل ٹاؤن میں ہمارا آبائی گھر بھی چھین لی گئی۔ جہاں ہم ہمارے والدین اور ہمارے بچے رہتے تھے۔ ہمیں ملک بدر کردیا گیا آپ کے آنکھوں کے سامنے یہ سب کچھ ہوا۔ حکومتی مشینری کو ہمارے کاروبار، بینک کھاتوں، صنعتی یونٹس اور دیگر معاملات کے بے رحمانہ احتساب پر لگادیا گیا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سال ہا سال تک ہم اس یک طرفہ احتساب کی پُلِ صراط پر چلتے رہے لیکن اللہ

کے فضل و کرم سے ہمارے قدم نہ ڈگمگائے کبھی بھی نہیں الحمد اللہ۔ ہم قانون اور انصاف کے ہر معتبر فورم سے سرخرو ہو کے گزرے۔ کسی بھی عدالت میں ہمارے خلاف کوئی الزام ثابت نہ کیا جا سکا۔

جبری جلاوطنی کے ایام میں ہمارے والد محترم نے ایک بار پھر مکہ معظّمہ کے قریب سٹیل کا ایک کارخانہ لگایا اور یاد رہے کے ہمیں 7 سال باہر رہنا پڑا جس کے لیے سعودی بینکوں سے قرض حاصل کیا گیا۔ چند برس بعد یہ فیکٹری تمام اثاثوں سمیت فروخت کر دی گئی اور یہ وسائل حسن اور حسین نے اپنے نئے کاروبار کے لیے استعمال کیے۔ میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ حسن نواز 1994ء سے لندن میں مقیم ہے جب کہ حسین 2000ء سے سعودی عرب میں رہائش پذیر ہے۔ دونوں ان ممالک کے قوانین اور قوائد و ضوابط کے مطابق اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ عجیب منطق ہے کہ ہمارے بچے ملک کے اندر رزقِ حلال کمائیں تو بھی تنقید اور اگر بیرونِ ملک محنت کر کے اپنا کاروبار قائم کریں اور اُس کو چلائیں تو بھی الزامات کی زد میں رہتے ہیں۔

میں صرف اتنا کہوں گا کہ کرپشن یا ناجائز ذرائع سے دولت جمع کرنے والے نہ تو اپنے نام پے کمپنیاں رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنے اثاثے اپنے نام پے رکھتے ہیں

میرے عزیز اہلِ وطن!

میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ مختلف ادوار میں اتفاق فاؤنڈریز کی مکمل تباہی کے لیے بار بار کے حملوں کے باوجود میرے خاندان نے واجب الادا قرضوں کی ایک ایک پائی ادا کی جس کی مالیت تقریباً پونے چھ ارب روپے بنتی ہے۔ ہمارے خاندان نے اصل زر یا مارک اپ کا کبھی ایک پیسہ بھی معاف نہیں کرایا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہم نے تو وہ قرض بھی اتارے ہیں جو ہم پر واجب بھی نہ تھے۔

میرے بھائیو اور بہنو!

مجھے اُمید ہے کہ ہمارے کاروبار کا یہ سارا پسِ منظر آپ پر واضح ہوگیا ہوگا۔ میں نے اس سفر کے تمام اہم مراحل سے آپ کو آگاہ کر دیا ہے۔ صرف اتنا مزید کہہ دوں کہ حکومت سے باہر یا حکومت کے اندر ہوتے ہوئے میں نے یا میرے خاندان کے کسی فرد نے قومی امانت میں رتی بھر خیانت نہیں کی اور کبھی اقتدار کو کاروبار سے منسلک نہیں کیا۔

خواتین وحضرات!

میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن انتہائی مختصر طور پر کچھ گزارشات پیش کی ہیں۔ میں نے وطن عزیز کو اندھیروں سے پاک کرنے اور تعمیر وترقی کی نئی بلندیوں کی طرف لے جانے کا عہد کر رکھا ہے۔ میری تمام تر توجہ اس عہد پر مرکوز ہے۔ میرے پاس اتنا وقت

نہیں کہ ہر روز الزامات کی یلغار کرنے والوں کو جواب دوں اور وضاحتیں پیش کروں۔ میں الزامات کی تازہ لہر کے مقاصد خوب سمجھتا ہوں لیکن اپنی توانائیاں اس کی نذر نہیں کرنا چاہتا۔

خواتین وحضرات!

میرے بعض رفقاء کا مشورہ تھا چونکہ میری ذات پر کوئی الزام نہیں ہے اور یہ کہ میرے دونوں بیٹے بالغ اور اپنے معاملات کے خود نگہبان ہیں اس لیے مجھے خود اس معاملے سے الگ رہنا چاہیے۔ بعض رفقاء کا خیال تھا کہ میرے خطاب سے اس معاملے کو غیر ضروری اہمیت حاصل ہو جائے گی۔ کچھ رفقاء کا کہنا تھا کہ میری ذات یا میرے خاندان کے کسی فرد پر کسی غیر قانونی یا ناجائز کام کا کوئی الزام نہیں لگا اس لیے مجھے اس معاملے میں پڑنے کی ضرورت نہیں لیکن میرے عزیز اہلِ وطن میں چاہتا ہوں کہ اصل حقائق پوری طرح قوم کے سامنے آجائیں اور ہر پاکستانی الزامات کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔

عزیز اہلِ وطن!

آج میں نے ایک اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سپریم کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج اس کمیشن کے سربراہ ہوں گے یہ کمیشن اپنی تحقیقات کے بعد فیصلہ

دے گا کہ اصل حقیقت کیا ہے اور الزامات میں کتنا وزن ہے۔ گھسے پٹے الزامات دہرانے اور روز تماشا لگانے والوں سے کہتا ہوں کہ وہ اس کمیشن کے سامنے جائیں اور اپنے الزامات ثابت کریں۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو

پاکستان پائندہ باد

*****